صوبہ البرز کے شہداء کی یادگاری کانفرنس کے منتظمین سے خطاب - 16 /Dec/ 2025

بسم اللہ الرّحمن الرّحیم (۱)

الحمد اللہ ربّ العالمین و الصّلاۃ و السّلام علی سیّدنا و نبیّنا ابی‌القاسم المصطفی محمّد و علی آلہ الاطیبین الاطھرین المنتجبین.
عزیز بھائیوں اور بہنوں! آپ سب کو بہت خوش آمدید عرض کرتا ہوں، اور میں تہِ دل سے شکر گزار ہوں کہ آپ نے ہمت کرکے اس مفید بلکہ ایک معنی میں حیاتی رجحان کو—یعنی شہداء کے نام اور یاد کی احیاء کے عمل کو—شہر کرج اور صوبہ البرز میں وجود بخشا۔

صوبہ البرز کی ایک خاص خصوصیت ہے جس کی طرف معزز حضرات نے بھی اشارہ کیا ؛ یہاں ایسے افراد کا مجموعہ آباد ہے جو ملک کے مختلف علاقوں سے گزشتہ کئی دہائیوں کے دوران اس شہر میں آ کر بسے ہیں۔ اس بنا پر، اس شہر میں جو بھی نیک اور مثبت کام انجام پاتا ہے، اس بات کا قوی امکان ہوتا ہے کہ وہ پورے ملک میں منتقل ہو اور دیگر علاقوں میں بھی اثر انداز ہو۔ لہٰذا آپ کا یہ کام نہایت اچھا، خدا پسندانہ اور مفید اقدام ہے۔ میں اس کام کے تمام ذمہ داران کا شکر گزار ہوں۔

ایک نکتہ یہ ہے کہ آپ نے اس خراج تحسین کے اجلاسوں کی وضاحت کرتے ہوئے بہت اچھی باتیں بیان کیں—آپ دونوں حضرات (۲) نے اہم نکات پیش کیے اور اس اقدام کے متوقع اثرات کو بیان کیا—لیکن یہ سب دراصل آپ کی خواہشات اور اہداف ہیں، اور ان کا تحقق ضروری ہے۔ اس پر سنجیدگی سے غور کرنا چاہیے ؛ یعنی وہ کتابیں لازماً پڑھی جائیں، وہ فلمیں لازماً دیکھی جائیں، اور اس کے لیے ایک دوسری کوشش درکار ہے۔
یعنی اگر کام کو خلاقانہ انداز میں انجام نہ دیا جائے، یا اس کی مسلسل پیروی نہ کی جائے، یا اس کے مختلف پہلوؤں کو پیشِ نظر نہ رکھا جائے، تو یہ اچھی اور بجا طور پر کی گئی محنت اپنے مطلوبہ نتائج تک نہیں پہنچ پائے گی۔ آپ کو ایسا انتظام کرنا ہوگا کہ یہ کاوش اپنے نتائج تک پہنچے، اور خود یہ امر ایک اضافی اور مسلسل جدوجہد کا تقاضا کرتا ہے۔ میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کسی اچھے کام کا خیال اور اس کے لیے منصوبہ بندی، اس کام کا صرف آدھا حصہ ہے ؛ دوسرا اور زیادہ اہم نصف، اس پر عمل، اس کی پیروی اور اس کا تسلسل ہے، اور یہ ذمہ داری آپ ہی کو نبھانی ہے۔

یہاں ایک اور بنیادی نکتہ بھی ہے، اور وہ یہ کہ ہم یہ اعزازی اجلاس کیوں منعقد کرتے ہیں؟
جب ہم جنگِ تحمیلی کے شہداء کو دیکھتے ہیں، یا حالیہ جنگ کے شہداء کا جائزہ لیتے ہیں، تو ان جنگوں کے اکثر شہداء میں کچھ ایسی خصوصیات پائی جاتی ہیں جنہوں نے انہیں خطرات کے میدان میں اتارا اور بعض اوقات ان کی جان بھی لے لی۔ بہت سے دوسرے افراد بھی انہی خصوصیات کے حامل تھے جو بحمداللہ صحت و سلامتی کے ساتھ واپس آ گئے۔ سوال یہ ہے کہ یہ خصوصیات کیا تھیں؟
کیوں ایک نوجوان آرام دہ زندگی، والدین کی قربت، تعلیم، گفتگو، کام، آرزوؤں، پیشے اور زندگی کی دیگر تمام آسائشوں سے صرفِ نظر کرتا ہے، اور جنگ کی سختیوں اور دشواریوں میں قدم رکھتا ہے—وہ دشواریاں جنہیں صرف وہی لوگ صحیح معنوں میں جانتے ہیں جو اس میدان میں موجود رہے—اور خود کو ان حالات میں جھونک دیتا ہے؟

اگر اس عظیم کام کو، اس عظیم تحریک کو، محض جذبات تک محدود کر دیا جائے تو یہ بہت ظلم ہوگا ؛ یہ کہا

جائے کہ چند تقریریں ہوئیں، ان نوجوانوں کے جذبات بھڑکے اور وہ چل پڑے—یہ حقیقتاً اس واقعے پر بھی ظلم ہے اور ان شخصیات پر بھی ظلم ہے۔ حقیقت یہ اس طرح نہیں ہے۔ اس کے پس منظر میں اور بھی بہت سی چیزیں موجود ہیں ؛ ان چیزوں کو شمار کیجیے، انہیں تلاش کیجیے۔

ان محرکات میں سے ایک «لقائے الٰہی کا شوق» ہے۔ ہم ان نوجوانوں کے درمیان ایسے افراد کو پہچانتے ہیں، پاتے ہیں، جو حقیقی معنوں میں خدا کی ملاقات کا شوق رکھنے والے تھے ؛ یعنی وہی بات جو امام خمینی رح نے اہلِ معرفت اور اہلِ سلوک بزرگوں کے بارے میں فرمائی تھی کہ آپ نے ایک عمر عبادت کی درست، لیکن ذرا اس نوجوان کی وصیت بھی پڑھ لو ؛ یہ نوجوان کبھی کبھی چند مہینوں اور چند دنوں میں وہ راستہ طے کر لیتا ہے جو عام طور پر ستر، اسی برسوں میں طے ہوتا ہے، اور اسی مقام تک پہنچ جاتا ہے۔
یہ شوق، خدا سے ملاقات کی آرزو—اس کو نوجوانوں کے اندر پیدا کرنا ہوگا۔

ایک اور اہم پہلو «دینی ذمہ داری کا احساس» ہے ؛ یہ احساس کہ یہ ایک فرض ہے، اسے یہ ذمہ داری سونپی گئی ہے اور اسے انجام دینا ہی ہے ؛ جیسے نماز—جسے پڑھنا لازم ہے، ادا ہونی چاہیے۔ اسی طرح «دشمن کے مقابل کھڑے ہونے کا احساس» بھی ایک نہایت اہم جذبہ ہے۔ جب نوجوان اپنی عمر کے اس مرحلے تک پہنچتا ہے جہاں وہ بچپن اور نو عمری سے نکل آتا ہے، تو اسے یہ احساس ہوتا ہے کہ اس پر اپنے ملک کے حوالے سے ایک ذمہ داری عائد ہوتی ہے جسے اسے نبھانا ہے ؛ اور یہ بھی کہ کچھ لوگ تاک میں ہیں کہ اس کے گھر کو، اس کے ملک کو، اس کی ثقافتی و تہذیبی دولت اور اس کے پائیدار ورثے کو اس سے چھین لیں۔ وہ ان کے مقابل کھڑا ہونا چاہتا ہے ؛ یہ انسان کے اندر ایک فطری جذبہ ہے، اور اس جیسے کئی دوسرے محرکات بھی ہیں۔

ممکن ہے کہ ان نوجوانوں کی اس تحریک کے لیے انسان یکے بعد دیگرے دس اہم محرکات گنوا سکے—اور اب آپ حضرات اسی کام کو انجام دے رہے ہیں۔ میری بات یہ ہے کہ ان محرکات کو ہمیں آئندہ نسل تک منتقل کرنا ہوگا۔

میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپ کو اجازت نہیں دینی چاہیے کہ یہ محرکات ماند پڑ جائیں ؛ انہیں لازمی طور سے آنے والی نسل تک منتقل ہونا چاہیے۔ لیکن جو رویہ بعض ثقافتی اداروں اور بعض ذمہ دار اداروں اور ان افراد کی طرف سے دکھائی دیتا ہے جنہیں ان امور کی فکر ہونی چاہیے، وہ اس حقیقت کی عکاسی نہیں کرتا ؛ یعنی حقیقت میں ہم یہ نہیں دیکھتے کہ یہ اعلیٰ مفاہیم اور یہ اقدار نوجوان نسل تک منتقل کی جا رہی ہوں، اور بہت سے مواقع پر تو یہ بالکل دکھائی نہیں دیتا۔

ہمارے نوجوان، واقعی اچھے نوجوان ہیں۔ آج جو ذرائع اور وسائل موجود ہیں، جو جنگِ تحمیلی کے زمانے اور انقلاب کے ابتدائی دنوں میں موجود نہیں تھے—وہ نہایت جدید اور ترقی یافتہ نظام، جو آج افکار منتقل کرنے، مفاہیم ذہنوں تک پہنچانے اور لوگوں کو متاثر کرنے کے لیے سرگرم ہیں—اس وقت موجود نہیں تھے ؛ آج ہمارا نوجوان ان سب کے مقابل ڈٹا ہوا ہے۔ جو نماز کا پابند ہے، جو نماز شب کا اہتمام کرتا ہے، جو نوافل کا پابند ہے، جو مسجد سے وابستہ ہے، جو مجالس اور عزاداری میں شریک ہوتا ہے—وہ درحقیقت ایک عظیم موج کے مقابل اپنی دینی شناخت کو محفوظ رکھے ہوئے ہے، اسے سنبھال رہا ہے اور مضبوط کر رہا ہے ؛ اور یہ امر بہت عظیم قدر و قیمت کا حامل ہے۔ ہمیں اس کی قدر کرنی چاہیے۔

میری نظر میں آج کے ہمارے نوجوان نہایت اچھے نوجوان ہیں اور آمادگی رکھتے ہیں۔ ہمارا پروگرام یہ ہونا چاہیے کہ وہ اقدار جنہوں نے ان شہادتوں کو جنم دیا، وہ عظمت اور وہ ایثار جنہوں نے ملتِ ایران کے اندر یہ روح ایجاد کی، ہم انہیں درست انداز میں تشریح کریں اور آنے والی نسل تک منتقل کریں، تاکہ وہ ان شاء اللہ ملک کو آگے

بڑھا سکیں اور معاشرے کو ترقی دے سکیں۔

خوش قسمتی سے، تمام تر سختیوں، کمیوں اور مشکلات کے باوجود، ہمارے ملک میں بے شمار مثبت نکات موجود ہیں، اور انسان ملک میں انقلاب اور اسلام کی سمت حرکت کے لیے بہت سی آمادگیوں کا واضح طور پر مشاہدہ کرتا ہے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ ان شاء اللہ یہ پہلو مزید مضبوط ہوں گے، اور آپ کا کام اس راہ میں ایک بڑا اور فیصلہ کن کردار ادا کرے گا، اور آپ ان شاء اللہ اپنے علاقے میں اس ذمہ داری کو بخوبی انجام دے سکیں گے۔

جیسا کہ میں نے عرض کیا، صرف اپنے صوبے تک محدود نہ رہیں ؛ بلکہ اس طرح منصوبہ بندی اور اقدام کریں کہ جو لوگ دوسرے شہروں، اضلاع اور ملک کے مختلف علاقوں سے وابستہ ہیں، وہ یہاں سے یہ پیغام اور یہ سوغات اپنے ساتھ لے جائیں، دوسروں کو آمادہ کریں، فکر، رجحان اور آمادگی کو منتقل کریں، تاکہ یہ اقدار ان شاء اللہ ملک کے دیگر حصوں تک بھی پہنچ جائیں۔

اللہ تعالیٰ آپ سب کو ان شاء اللہ توفیق عطا فرمائے، آپ کی تائید اور مدد کرے، تاکہ جس مقصد کے لیے آپ نے یہ کام شروع کیا ہے، اس تک رسائی حاصل ہو، اور اللہ تعالیٰ آپ کی اور تمام بھائیوں کی کوششوں کو قبول فرمائے۔ ہم اہلِ کرج کے معزز عوام کو، بالخصوص معزز شہداء کے گھرانوں کو بھی اپنا سلام پیش کرتے ہیں۔

والسّلام علیکم و رحمةاللہ و برکاته

(۱) اس ملاقات کے آغاز میں حجّتُ الاسلام والمسلمین سیّد محمد مہدی حسینی ہمدانی
(استان البرز میں ولیّ فقیہ کے نمائندے اور کانگریس کی پالیسی ساز کونسل کے سربراہ)،
جناب مجتبیٰ عبداللہی
(استان البرز کے گورنر اور کانگریس کے مرکزی ستاد کے سربراہ)،
اور بریگیڈیئر جنرل پاسدار علیرضا حیدرنیا
(استان البرز میں سپاہِ امام حسن مجتبیٰؑ کے کمانڈر اور کانگریس کے جنرل سیکرٹری)
نے اپنے خیالات اور گزارشات پیش کیں۔

(۲) کانگریس کی پالیسی ساز کونسل کے سربراہ اور کانگریس کے جنرل سیکرٹریـ